پروفیسر خالد شبیر احمد
(ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان)

مفکر احرار چودھری افضل حقؒ اپنے افکار کے آئینے میں

ذیل کا مقالہ مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ کی یاد میں دفتر مجلس احرار اسلام لاہور میں منعقدہ تقریب ۱۳ جنوری ۲۰۰۲ء کو پڑھا گیا۔
تقریب کی صدارت قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کی جبکہ محترم نواب زادہ نصر اللہ خان مہمان خصوصی تھے۔
(مدیر)

دورِ غلامی کی جن شخصیتوں کے جوش جہاد اور جذبۂ جنوں نے مجھے حد سے زیادہ متاثر کیا ہے، ان میں مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ ایک ممتاز و منفرد مقام رکھتے ہیں۔ آپ تحریکِ خلافت کے دوران انگریز کی نوکری کو خیر باد کہہ کر میدانِ سیاست میں آئے اور پھر تادم آخر اپنے مخصوص انداز میں غلامی کے خلاف مصروفِ جہاد رہے۔ قدرتِ کاملہ نے آپ کو بھرپور صلاحیتوں سے نوازا تھا اور آپ نے ان صلاحیتوں سے ملک کی آزادی کی خاطر بے دریغ کام لیا۔ حتیٰ کہ خود بھی اس کام میں کام آئے۔ جیل میں انتہائی جبر و تشدد کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے بعد جب رہا ہوئے تو اس قدر لاغر ہو چکے تھے کہ صرف چند مہینوں میں ۸ جنوری ۱۹۴۲ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔ لیکن اس شان کے ساتھ کہ برملا کہنا پڑتا ہے۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

مفکر احرارؒ کا شمار ایسے لوگوں میں ہوتا ہے، جن کے نام اور کام کی مشعل ہمیشہ ہمیشہ کیلئے منور رہتی ہے اور زندہ قومیں جنہیں وہ مقام عطا کرتی ہیں جو ہر ایک کے نصیب کی بات نہیں۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟

چودھری افضل حقؒ کے افکار میں انفرادیت ہے، ان کے پیغام میں ایک اضطراب ہے اور ان کی جد و جہد میں ایک خاص چمک...... یہی چمک دمک انہیں آج بھی روشن رکھے ہوئے ہے۔ اور لاکھوں دل ان کی عظمت کے گیت گانے میں ایک فخر محسوس کرتے ہیں۔

مولانا چراغ حسن حسرت نے آپ کی معروف تصنیف ''زندگی'' کے دیباچے میں یہ تأثر بیان کیا ہے۔ کہ اقبالؒ جیسے عظیم مفکر نے جو باتیں اپنی کتاب ''جاوید نامہ'' میں بیان کی ہیں وہی کچھ چودھری افضل حقؒ نے ''زندگی'' میں تحریر کر دیا ہے۔ مولانا تحریر کرتے ہیں۔

''یہ عجیب بات ہے کہ جن دنوں چودھری صاحب گوشۂ زنداں میں بیٹھے ''زندگی'' کی تصنیف میں مصروف تھے۔ مشرق کے مشہور حکیم اور شاعر علامہ اقبال ''''ڈانٹے'' کی کتاب کا جواب لکھ رہے تھے۔ حضرت علامہؒ کی یہ تصنیف ''جاوید نامہ'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ دونوں کو پہلو بہ پہلو رکھ کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان کے مطالب میں بہت حد تک تشابہ و تماثل پایا جاتا ہے۔ دونوں میں اگر کوئی نمایاں فرق ہے تو وہی جو حکیم اور شاعر اقبالؒ اور زنداں نشین افضل حقؒ کے درمیان ہے۔ وہاں جو باتیں ہزاروں شاعرانہ اداؤں اور فلسفیانہ نکتہ سنجیوں کے ساتھ بیان کر دی گئیں ہیں، وہ یہاں سیدھے الفاظ میں کہہ ڈالی گئیں ہیں۔''

علامہ اقبالؒ کے افکار میں نمایاں بات حرکت اور عمل کی ہے۔ انہیں اسی نسبت سے حرکت کا شاعر کہا جاتا ہے لیکن اس حرکت اور عمل کا محرک، محور اور مرکز علامہ اقبالؒ کے ہاں بھی دین اسلام ہے وہ اسلام اور قرآن کے حوالے سے ہر بات کا جائزہ لیتے ہیں اور ہر مسئلے کا حل قرآن میں تلاش کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے نزدیک مسلمانوں کی پستی کا سبب محض قرآنی تعلیمات سے روگردانی ہے۔ اسی لئے علامہ اقبالؒ عظمت رفتہ کیلئے مسلمانوں کا قرآن کی طرف لوٹنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ بالکل یہی بات چودھری افضل حق رحمہ اللہ کی تحریروں میں بھی موجود ہے۔ لیکن فقط تحریروں میں ہی موجود نہیں بلکہ عمر بھر چودھری افضل حقؒ نے ایک مسلسل اور انتھک جدوجہد سے اس فکر کو عام کرنے کی کوشش بھی کی ہے، جس کی اساس قرآن پاک ہے۔ عمل کی اہمیت کے بارے میں مفکر احرارؒ اپنی کتاب ''دین اسلام'' کے دیباچے میں یوں تحریر کرتے ہیں۔

''قومیں جب عمل سے عاری ہو جاتی ہیں تو حسن عمل کی بجائے چند عقائد کو ذریعہ عمل بنا لیتی ہیں۔ اور سیدھی راہوں کو چھوڑ کر پیچیدہ اور فلسفیانہ موشگافیوں میں پڑ جاتی ہیں۔ زبان اور دماغ کام کرتے ہیں لیکن دل تاریک اور ہاتھ بےکار ہو جاتے ہیں''۔

آپ کا یہ قول موجودہ دور کے حالات پر کتنا صادق آتا ہے، جس ماحول اور معاشرے میں عمل کو چھوڑ کر عقائد کی بحث اور مناظرے ہوتے ہوں، وہاں ملی مقاصد پر نگاہ کیسے رہے؟ اسلام کی فرمانروائی، حکومتِ الٰہیہ کے قیام، اتحاد بین المسلمین کی بات شاید اب اتنی اہم نہیں، جتنی نور بشر اور حاضر ناظر کی بحث۔ دین سادہ اور سیدھا تھا، جس کو غلط مباحث نے اس قدر پر پیچ اور مشکل بنا دیا ہے کہ مسلمانوں کی نئی نسل حیران و ششدر ہو کر رہ گئی ہے کہ کسے رد کرے اور کسے قبول؟ مفکر احرارؒ نے غالباً اسی مشکل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دین کی سادگی کو کتنے سادہ انداز میں تحریر فرمایا ہے:

''اسلامی تعلیمات کے اس مرکزی نقطہ کو سامنے رکھ کر اسلام جمہور کا جمہوری مذہب ہے (یہاں ان الفاظ کو اس کے لغوی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے، اصطلاحی معنوں میں نہیں۔ لہٰذا کسی غلط فہمی کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں) اس لئے عقیدہ سیدھا اور سادہ ہونے کے علاوہ عمل میں کوئی پیچیدگی نہیں۔ نہ تین میں ایک، نہ ایک میں تین، نہ روح و مادہ کی بحث بس ایک خالق باقی سب مخلوق، نہ اس کے سوا کوئی نفع پہنچائے نہ ضرر، خالق نے مخلوق کی بہتری کیلئے بہترین آدمیوں کی معرفت ہر خاص و عام کو اپنا محبت بھرا پیغام پہنچایا کہ آپس میں محبت سے رہنا سیکھو، ایک دوسرے کی خدمت میں خوشی تلاش کرو یعنی اس دنیا میں اہل جنت کی خصوصیت کے حامل بنو جو دکھ دے گا وہ آخرت میں دکھ اٹھائے گا جو جتنی کسی کو آنچ پہنچائے، اسی قدر نارِ دوزخ میں جلایا جائے گا۔ جنت کی ٹھنڈک اپنے ہی عمل سے پیدا ہوتی ہے اور دوزخ کی آگ بھی اسی دنیا کی بداعمالی سے انسان ساتھ لے جاتا ہے''۔

دینی تعلیمات کے بارے میں مفکر احرار چودھری افضل حقؒ کی فکر منفرد نوعیت کی ہے وہ انوکھے انداز میں، معاشی ،معاشرتی صورت حالات پر ایک گہری نگاہ رکھتے ہوئے دین کی بات کرتے ہیں اور کبھی کبھی اس بات میں ایک ایسا تیکھا پن بھی موجود ہوتا ہے، جو قاری کے دل و دماغ میں ترازو ہو کر رہ جاتا ہے اور اسے عمل و فکر کی ترغیب دیتا ہے۔ کہ فی زمانہ دینی تعلیمات کو لوگوں کے سامنے کس انداز سے پیش کرنا چاہیے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ چودھری افضل حقؒ کا دین فہمی کا معیار عام مسلمانوں سے جدا اور مختلف ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ چودھری افضل حقؒ کو کس قدر عقیدت اور لگاؤ ہے، اس کا جواب آپ اُن کی کتاب ''محبوب خدا'' کے صفحات پر تلاش کر سکتے ہیں۔ ادیبانہ انداز میں ایسی ایسی خوبصورت باتیں بیان کرتے ہیں کہ قاری عش عش کر اٹھتا ہے اور پڑھنے والے کے دل و دماغ پر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ لیکن آپ کی طرز نگارش میں نمایاں معیار خوبی یہ بھی ہے کہ کہ آپ کی ہر سطر سے آپ کا دین فہمی کا عمدہ اور اعلیٰ معیار ابھرتا نظر آتا ہے، جہاں آپ کی ادیبانہ طرز نگارش پڑھنے والوں کو مسحور کرتی چلی جاتی ہے، اس پر وہ پیغام بھی قاری کے دل و دماغ پر مسلط ہوتا نظر آتا ہے، جس کی اُن کے نزدیک اشد ضرورت ہے، اور جس فکر کے بغیر مسلمانوں کی مشکلات کا حل ہونا ممکن نہیں ہے۔ ''محبوب خدا'' کے ایک ورق پر حضور سرور کائنات ﷺ کے اوصاف حمیدہ کو کتنے پیارے ادیبانہ انداز میں پیش کرتے ہیں لیکن اس طرح کے اس فکر سے بھی قاری متعارف ہوتا چلا جاتا ہے، جس کیلئے آپ عمر بھر بے چین و مضطرب رہے۔ ملاحظہ ہو:

''کون ایسا باکمال مصور ہے جو اپنے موئے قلم کی جنبشوں سے نواحِ عرب کے ایک پاکباز نوجوان کی تصویر کھینچے، جس کی حیا سے دنیا پارسائی کا سبق لے، جس کے لب قہقہہ سے نا آشنا ہوں، جس کا ہلکا تبسم اندھیرے کو اُجالا دے۔ ہاں! مصور رنگوں کی آمیزش میں اعتدال پیدا کرنا، کہ پاک صورت میں نیک سیرت اس طرح جھلکتی نظر آئے کہ تصویر نور کا جلوہ دکھائی دے۔ چہرے کے نقوش قلب کی بہترین کیفیتوں کے آئینہ دار ہوں۔ روئے روشن سے فاتح کی شان پیدا ہو مگر نشانِ تکبر ہویدا نہ ہو۔ وہ دنیا کو دکھوں میں مبتلا دیکھ کر اندوہگیں نظر آئے۔ مگر زمانے کی تلخیوں کے سامنے سرنگوں نہ ہو۔

کوئی ایسی تصویر بنا جو مادیت کی آلودگیوں سے پاک اور اس پر وجدانی کیفیت اور روحانی سکوت طاری ہو۔ لیکن اس پر عمل سے عاری انسان کا گمان نہ ہو سکے۔ بلکہ اس کے سکوت میں ہنگامے پوشیدہ ہوں، اور اس کے دل کشا تیوروں میں مشکل کشائی کے ارادے چھپے ہوں۔ وہ سادہ لباس میں ہو مگر آنکھوں میں قناعت کی کائنات بھری ہو۔ اس کی بھرپور جوانی اور متناسب اعضاء اور محتاط عادات محفوظ زندگی کی شہادت دیتے ہوں۔

قد ردرمیانہ ہو، تا کہ نہ کسی کو کم تر اور نہ کوئی اسے حقارت سے دیکھے، اس کے رنگ میں اعتدال ہو۔ تا کہ افریقہ کے کالے اور یورپ کے گورے کیلئے اس میں محبوبیت ہو۔ اور دنیا کا نقشہ اس کے پاؤں تلے اس طرح بچھا ہو کہ رحمت کی ہواؤں سے اس کا دامن کرم اڑ تا اڑ تا عرب و عجم کو اپنے سائے میں لے لے''۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب	گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ	ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

شوکت سنجر وسلیم تیرے جلال کی نمود فقر جنید بایزید، تیرا جمال بے نقاب

حضور اکرم ﷺ کی تعریف میں مگن اس بطل جلیل نے حضور ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں جو کچھ جانا، پرکھا، اُس کو قلم وقرطاس کے حوالے کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ عبادت وخدمت کی اہمیت آپ کے نزدیک کیا مقام رکھتی ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اے عزیزو! بعض اوقات عبادت کی کثرت خدمتِ خلق سے لاپروا کر دیتی ہے اور کبھی خدمتِ خلق کا جوش عبادتِ الٰہی سے غافل کر دیتا ہے۔ دونوں صورتیں نامناسب ہیں۔ ایک طرف رجحان ہو تو طبیعت پر بوجھ دے کر دوسری صورت قائم رکھنی چاہیے، خدمت اور عبادت دونوں پلڑے برابر رکھنے کا نام سلامتی اور اسلام ہے''

چودھری افضل حقؒ دینی تعلیمات کے بارے میں جو انداز اختیار کرتے ہیں، اسی انداز کو آج زمانے میں عام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ دین کی تبلیغ کیلئے حکمت اور دانائی کی ضرورت واہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ اس حکمت ودانائی کا تقاضا ہے کہ قیامت تک کیلئے مکمل دین کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کیلئے دور حاضر کے تمام تقاضے اور انسانی مسائل پیش نظر رہیں۔ دین کو مسجدوں تک محدود کر دینا۔ دینی تعلیمات کو عملی زندگی میں داخل نہ ہونے دینا، دینی بصیرت کے سراسر خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چودھری افضل حقؒ ایک جامد دین کی بجائے، متحرک دین کی تبلیغ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جو دین عمل کیلئے مجبور نہیں کرتا، جو دین ظلم کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن جانے کے قابل نہیں بناتا، جو دین مسلمانوں کے اس دور انحطاط پر مسلمانوں کے اندر بے چینی و اضطراب کی کیفیت پیدا نہیں کرتا اور مسلمانوں کو عمل کیلئے مجبور نہیں کرتا، چودھری افضل حقؒ کے نزدیک وہ دین نہیں ہے بلکہ دین کے نام پر ایک بہت بڑا فریب ہے، ایسے دین اور ایسے اسلام کے ساتھ مفکر احرارؒ کا کوئی تعلق نہیں۔ مفکر احرارؒ تو علامہ اقبالؒ کی طرح بے کل و بے چین نظر آتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو طوفان آشنا بنا سکیں۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

دین اسلام کی تعلیمات کو گہری نگاہ سے دیکھنے والے اس مردِ مجاہد نے اقبالؒ کی طرح سرمایہ داری اور سرمایہ پرستی پر بھی بڑی شدت کے ساتھ تنقید کی ہے۔ مفکر احرارؒ کے نزدیک سرمایہ داری کا اسلام میں کوئی جواز نہیں ہے مفکر احرارؒ سرمایہ داری کو اسلام کے خلاف بغاوت قرار دیتے ہیں اور ایسے سرمایہ داروں کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا ایمان کی دلیل سمجھتے ہیں جو سود کو جائز سمجھتا ہے۔ لوگوں کو ننگا اور بھوکا دیکھ کر سرمایہ بینک میں جمع رکھتا ہے، جھوٹ جس کی سرشت ہے، دھوکا اور فریب جس کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے، مفکر احرار کے نزدیک معاشرے کے اندر عام لوگوں کو امراء ورؤسا کی لوٹ کھسوٹ سے بچانا اس زمانے میں عین اسلامی تقاضوں کو بروئے کار لانے کے مترادف ہے۔ جب تک دولت کی مساویانہ تقسیم کا عمل مکمل نہیں ہوتا اس وقت تک اسلام کا کوئی مقصد اور اسلام کا کوئی تقاضا ہرگز ہرگز پورا نہیں ہو سکتا'' تاریخ احرار'' کے صفحات پر آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اسلام سورۃ النحل کے مطابق کسبِ معاش کی مختلف قابلیتوں کو تسلیم کرتا ہے۔ لیکن صحیح قابلیت کو اخلاق کی کسوٹی پر پرکھتا

ہے، اور کسب معاش کی زیادہ استعداد رکھنے والوں کو حکم دیتا ہے۔ کہ وہ معذوروں اور کمزوروں کی طرف رزق لوٹا دیں۔ تاکہ سب برابر ہو جائیں۔ حضور اکرم ﷺ سے زیادہ کسب معاش کی استعداد اور قابلیت کس میں تھی؟ مگر آپؐ کی زندگی مقدس کتاب کے اس اصول کے مطابق بسر ہوئی یعنی کم از کم ضرورت کا سامان رکھ کر باقی سب قوم کی نظر ہوتا رہا''

چودھری افضل حقؒ کی تحریروں میں جگہ جگہ سرمایہ پرستی کے خلاف ایک زبردست مہم نظر آتی ہے وہ اسلامی اقدار کے تنزل کا سبب فقط اور فقط مسلمانوں کی دولت سے محبت کو قرار دیتے ہیں۔ اُن کے نزدیک جو لوگ اپنی معاشی برتری کی وجہ سے معاشرتی برتری حاصل کرتے ہیں، یا پھر اپنی اعلیٰ معاشی و معاشرتی حیثیت کو بنیاد بنا کر معاشرے میں سیاسی فوقیت حاصل کرنے کی کوشش میں رات دن مصروف رہتے ہیں، جو لوگ اپنے عمل، اپنی طرزِ بود و باش، اپنے سیاسی اور اپنی امیرانہ حرکات وسکنات کے ذریعے معاشرے کے غریب اور محتاج لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں، اُن کے احساسات کو مجروح کرتے ہیں وہ ناقابل معافی ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ایک ایسے اسلامی انقلاب کی بات کرتے ہیں جس میں سرمایہ داروں کی معاشی برتری کو ختم کر کے اُنہیں ایک عام آدمی کے برابر کھڑا کر دیا جائے۔ تاکہ زندگی کی جدو جہد میں عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔

مفکرِ احرار چودھری افضل حقؒ سرمایہ داری کو انگریزی تہذیب وتمدن اور انگریزی فکر و دانش کی فریب کاری سمجھتے ہوئے اس کی مخالفت کرنا اپنے لئے جزوِ ایمان سمجھتے ہیں۔ تمام علماء کی طرح چودھری افضل حقؒ سرمایہ داری کی اسلام میں گنجائش کے قائل نہیں ہیں بلکہ امراء کے وجود کو عظمت رفتہ کے دوبارہ حصول کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ خیال کرتے ہیں۔ چودھری افضل حقؒ ایک خطبہ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں:

''جس دین میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے نوعمر غلام زادے کو میرے نبی ﷺ نے اسلامی فوج کا سردار مقرر کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے تابع فرمان ہونے کا حکم دیا ہو اور جس نبی کریم ﷺ کے فرمان کو خلیفہ اوّل نے اسامہؓ کی رکاب تھام کر شہر سے باپیادہ نکل کو پورا کیا ہو، آج اسی دین کے علماء اسلام میں امراء کا جواز تلاش کر رہے ہیں۔ جن امراء کی مذمت اور سیاہ کاریوں کی تفصیل سارا قرآن ہے۔ اگر ان امراء کی نافرمانیوں کے ذکر کو قرآن سے نکال دیا جائے تو تیس پاروں کا مضمون ایک سپارے میں آجاتا ہے۔ خدارا! قرآن کا مطالعہ فرمایئے اور دیکھئے کہ یہی امراء خدا کا باغی گروہ ہے، یہی قوموں کی گمراہی اور ملکوں میں فساد کی بنیاد ہیں، انہی کے خاتمے سے اسلام زندہ ہوگا اور اخوت کے نظارے دیکھنے میں آئیں گے''۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

وہ حکمت ناز تھا جس پر خردمندانِ مغرب کو
ہوس کے پنجۂ خونیں میں تیغِ کارزاری ہے

تدبر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا
جہاں میں جس تمدن کی بنا سرمایہ داری ہے

مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ شخصی جائیداد کے تصور کو ایک لحاظ سے غیر ارادی تصور قرار دیتے ہوئے امراء اور رؤساء کو دوزخ کا ایندھن خیال کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

''اسلام شخصی جائیداد کے تصور ہی کی نفی کرتا ہے اور ارض وسمائی کا مالک اپنی ذات کو قرار دیتا ہے تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری ،جس طرح مزارع تابع مرضیٔ مالک ہوتا ہے،اسی طرح ہر شخص مالک حقیقی کی مستقل ہدایت کے تابع ہے''امیر'' کی اصطلاح غیر اسلامی تصورات کی آئینہ دار ہے۔ ہر مسلمان ''امین'' تو کہلا سکتا ہے لیکن عرفِ عام میں ''امیر'' اور'' سرمایہ دار'' نہیں کہ مال کو حسب مرضی خرچ کر سکے، چاہے تو چاندی کے برتن بنائے چاہے تو محلات تعمیر کر لے،خوش ہو تو کسی کو گھوڑا جوڑا بخش دے .راضی ہو تو خوشخبری لانے والے کا منہ موتیوں سے بھر دے ،مہمان آئے تو چار پانچ کھانے میز پر چُن لے یا لباسِ فاخرہ پہن کر غریبوں پر رعب جمانے نکلے، یا سامانِ فخر وغرور کی نمائش کرے،اس کی ہر چیز اللہ کی ہو۔ بلکہ ہر حرکت اللہ کے لئے ہو تو تب ہے وہ اسلامی اصطلاح کے مطابق مسلمان ورنہ سنگدل سرمایہ دار، بلکہ میں تو اس بات کا قائل ہوں کہ جو سرمایہ دارانہ عادات رکھے اور امیروں کی سی حرکات کرے وہ بھی دوزخ کا ایندھن ہے''۔

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگادو — کاخِ امراء کے درودیوار ہلادو

گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے — کنجشک فرومایہ کو شاہیں سے لڑادو

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی — اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلادو

میں ناخوش و بیزار ہوں مرمر کی سلوں سے — میرے لئے مٹی کا حرم اور بنادو

ایسے خیالات کے پرزور اظہار کے بعد اس دور میں بھلا کون سی ایسی تحریک ہو جو ایسے جذبات وخیالات سنے اور اس کی قدر کرے۔ جہاں معاشرے کی عنان امراء ورؤساء کے ہاتھ میں ہو۔ وہاں اعلان حق کرنے والوں کو کون معاف کرتا ہے؟ آج ہم نئی نسل کو اسلاف کا فکر منتقل کرنے کے فرض سے عہدہ براہونے کی کوشش کر رہے ہیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم افضل حقؒ کے فکر سے نئی نسل کو متعارف کرائیں۔ تاکہ نئی نسل بے دینی اور گمراہی کے جراثیموں سے محفوظ رہ سکے۔ اور معاشرے میں ایسے لوگوں کے خلاف جدوجہد کر سکے جو صرف زبان سے دین کا پرچار کرتے ہیں لیکن اپنے مکروہ غیر اسلامی اور بے انصافی پر مبنی طرزِ عمل سے اس ملک کے اندر بے دینی، بے رواہ روی اور گمراہی کیلئے راہیں صاف کر رہے ہیں۔ وہ نام ونہاد اسلامی تنظیموں کو چندہ دے کر اس کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں جو بے دینی کی بلی کو اپنی طرف آتا دیکھ رہے ہیں۔ لیکن اپنے انتہائی قابل اعتراض رویے میں کوئی تبدیلی پیدا کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ حالانکہ ان کا ہر عمل اور ہر حرکت ہمارے معاشرے میں بے دینی، انارکی، مفلسی، غربت اور اخلاقی بے راہ روی کا داعی ہے، وہ سرمایہ دار جو اپنی حرام کی کمائی سے مسجدوں کو چندہ دے کر اپنے آپ کو بڑا مسلمان تصور کرتا ہے جو سود کی کمائی سے حج پہ حج کئے جاتا ہے اور ہر بار اپنے آپ کو خدا کے نزدیک سمجھتا ہے، جس کا اپنا رویہ مستحسن نہیں لیکن معاشرے کے اندر حضور اکرم ﷺ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق عالیہ پر تقریریں کرتا ہے، جن کی پیشانیوں پر سجدوں کے داغ ضرور ہیں لیکن جن کے دل روپے اور دولت جمع کرنے کی حرص میں سیاہ ہو چکے ہیں، جو محلات میں زندگی بسر کرتے ہیں لیکن حضور ﷺ کی سادہ زندگی پر ٹسوے بہاتے ہیں، جن کی زندگی منافقت کا مینار بن چکی ہے ،اصل میں یہی امراء معاشرے میں اسلام کے خلاف ذہنی بغاوت پھیلانے کے ذمہ دار ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہماری معیشت کو تباہی اور بربادی کے کنارے پر پہنچایا، یہی وہ لوگ ہیں

جنہوں نے ہماری سیاست کو گندہ کر کے رکھ دیا ہے، پاکستان کے رؤساء اور امراء، ڈیرے دار، زمیندار، صنعت کار اور سرمایہ کار ملک کو بے دینی، مفلسی، غربت، تنگ دستی کی طرف دھکیلنے کے واحد ذمہ دار ہیں، یہی ہیں وہ لوگ جو انتخابی سیاست کے ذریعے زر اور زر کے بل بوتے پر اقتدار میں آ کر گل چھرے اڑتے ہیں، عوام کا مال کھا کر ان کا استحصال کرتے ہیں، عیش و عشرت کرتے ہیں اور پھر اگلے انتخاب کی تیاریوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

چودھری افضل حقؒ نے اپنی کتاب ''دینِ اسلام'' میں انہی سرمایہ داروں کا ذکر اس انداز میں کیا ہے:

''قرونِ اولیٰ میں اگر کوئی سرمایہ دار نظر آتا ہے تو وہ انگریزی زبان کے فقرے کے مطابق ایسی استثناء ہے جو عام قانون کو ہی ثابت کرتی ہے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی سرمایہ داری آج کل کی سرمایہ داری کی طرح بے راہ رو سرمایہ داری نہ تھی۔ کیونکہ زندگی باوجود سرمایہ دار ہونے کے ایک عام عربی کی زندگی تھی۔ انہوں نے خرچ میں کوئی امتیاز نہیں رکھا تھا۔ وہ اپنے مال کا اپنے آپ کو امین سمجھتے تھے۔ اس لئے مجال ہے کہ کبھی اسراف کیا ہو اور دنیا کی زینت فراہم کرنے کیلئے خرچ اٹھایا ہو۔ ان کا مال سوائے جماعتی اور قومی کاموں کے کہیں خرچ نہ ہوتا تھا۔

مزدور کا پہلے خون نچوڑنا اور سود لینا، پھر اس کا ایک حصہ عوام پر خرچ کر کے مخیّر کہلانا مذموم فعل ہے۔ پہلے مزدوروں کو اور کسانوں کو بھوکا مرتے دیکھنا پھر مرنے پر کفن ڈالنا رحم دلی نہیں اپنے سرمائے کا بے وقت اظہار ہے، ایسی خیرات کو بند کرنے کیلئے بیت المال ہے۔ بیت المال کو مضبوط کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔ تاکہ ملک میں مساوات قائم کرنے کی بنیادیں مضبوط ہوں اور حاجت مند بطور حق بیت المال سے مدد حاصل کریں۔ سونے کے گڑوے میں آبِ زم زم ڈال دیں، اگر پیندے میں چھید ہوگا تو پانی سارا بہہ جائے گا، سرمایہ داری نظام میں اسلام چھیدا ہوا برتن ہے۔ اگر سونے چاندی کے پہاڑ بھی مسلمانوں کے حوالے کر دیئے جائیں تو بھی وہ ایک دن افلاس کی موجودہ حالت کو پہنچ جائیں گے۔

پختہ رائے یہی ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں مسلمان ہمیشہ ماہی بے آب اور طائرِ بے ہوا رہے گا، وہ صرف ایسے نظام میں آسودہ رہ سکتا ہے۔ جو کامل اقتصادی بنیادوں پر قائم ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنے مکاشفہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک دفعہ مجھے دربارِ اقدس میں حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ میں نے عرض کیا'' یارسول اللہ ﷺ! موجودہ دور میں نظامِ حکومت کے بارے میں کیا ارشاد ہے''۔ فرمایا:'' عادلانہ نظام قائم کرنے سے پہلے سب سے اہم فریضہ یہ ہے کہ انقلاب پیدا کر کے تمام نظامہائے حکومت کو درہم برہم کر دیا جائے''۔

روح کی رفعتوں سے ناواقف خواہ مکاشفات کا مذاق اڑائے۔ عقل، تاریخی شہادت کی بنا پر رسول پاک ﷺ سے کسی اور مشورے کی امید نہیں رکھ سکتی۔ اگر چودہ سو سال پہلے غریبوں کو حکومت پر حاوی کرنے والا نبی پھر ہمارے درمیان آ جائے تو دنیا کے موجودہ سرمایہ دارانہ نظام درہم برہم کرنے میں اپنی جوانی کی ساری بہاریں قربان کر دے اور تمام امور میں خلیفہ اور عمالِ حکومت اور رعایا کے حقوق یکساں کر دے۔ کیونکہ مساوی نظام کے بغیر نظامِ عدل قائم ہی نہیں ہو سکتا۔ مگر اس نقطہ کو وہ نہیں سمجھ سکتے۔ جنہوں نے مفلسی کا جائزہ نہیں لیا، افلاس زدہ اولاد کے غمگین چہروں پر نگاہ نہیں کی پس وہ عبادت کھرا سونا ہے جو دل میں مخلوقِ خدا کیلئے رحم

پیدا کرے اور پھر خدمت کیلئے بے پناہ جذبے کی تحریک پیدا کرے۔

خدمتِ خلق اور رحم کی بہترین صورت عادلانہ اور مساویانہ نظام حکومت ہے جسے دنیا کی صعوبتوں کا علاج عبادت کا حاصل اور خدمت انسانی کی اجتماعی صورت کو سمجھ کر قائم کیا گیا ہے۔ اس لئے ایسا نظام حکومت پھر پیدا کرنا سب سے بڑی نیکی ہے اور اس میں جو حصہ لے گا اور اس کیلئے مال و جان کی قربانی کرے گا وہ خدا کا محبوب ہوگا۔ یاد رکھو! خودغرضی اور انانیت وہ شیطانی جذبات ہیں جو بدمعاشی کو قبول کرنے والے دلوں میں ہی پیدا نہیں ہوتے بلکہ نیک آدمیوں کے قلعہ بند دلوں کو بھی مسخر کر کے اندر آ گھستے ہیں۔

سرمایہ داری ان دونوں رذیل جذبوں کی پروردگار ہے، اس سے خود بچنا اور دوسروں کو بچانا خدا کی عبادت اور مخلوق کی بہترین خدمت ہے۔ اس کی صحیح صورت دنیا میں مساویانہ نظام ہے، غیر مساویانہ یعنی سرمایہ دارانہ نظام میں شیطان جگہ جگہ دام فریب پھیلائے رکھتا ہے۔ اسلام مساوات کا پیغام ہے۔ غیر مساوی نظام اسلام سے کھلا جنگی اعلان ہے۔ اس لئے ہمارے مذہبی لٹریچر میں شہنشاہوں اور سرمایہ داروں کی کوئی گنجائش نہیں۔ سرمایہ داری کی مذمت میں قرآن نے تکرار سے بیان کیا گیا ہے۔ باوجود یہ کہ مسلمان اس کی مضرت سے بے پرواہ ہو گیا۔ آج ہم دنیا کو کس زبان سے یقین دلائیں کہ ہماری عبادات اور مذہبی رسومات کا مقصد دنیا میں ہر امتیاز کو ختم کر کے نیکی کو شرف اور سعادت کی بنیاد بنانا ہے۔ مالی، خاندانی، اور نسلی امتیازات شیطان کا فریب ہیں، ان سے مسلمانوں کو بچانا ''جہادِ اکبر'' ہے۔

حضرات گرامی! انہی خیالات و نظریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے احرار اس ملک میں دینی اقدار کے تحفظ، اس کے فروغ اور اس کی بقاء کے لئے سرگرم کار ہی نہیں بلکہ تعاون ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔

آخر میں شورش کاشمیریؒ کی اس نظم کے ساتھ میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

شورش کہاں گئے وہ بزرگانِ نیک نام — افضلؒ، حبیبؒ، شیخؒ، بخاریؒ، ابوالکلامؒ
ایثار کے چمن کی بہار اُن کا بانکپن — میدانِ رستا خیز میں شمشیر بے نیام
زنداں کی رونقیں تھیں جواں اُن کے عزم سے — مردانِ بے پناہ تھے اس میں نہیں کلام
اُن کے حلیف عشقِ پیغمبر سے بہرہ مند — اُن کے حریف سطوتِ انگریز کے غلام
معجز بیاں خطیبِ یگانہ سخن شناس — دارو رسن کے لوگ سیاست میں تیز گام
اُن کی حکایتوں کا سرعام تذکرہ — اُن کی روایتوں کا زمانے میں احترام
اردو ظفر علیؒ کی نگارش سے مالا مال — روحِ سوادِ ایشیاء اقبال کا پیام
افضلؒ خدا کی رحمتیں اُس کے مزار پر — وہ شخص تھا جماعتِ احرار کا امام
شیخؒ و حبیبؒ حلقۂ یاراں کی آبرو — دونوں کی تھی وطن کے جوانوں میں دھوم دھام
کیا خوبیاں جمع تھیں بخاریؒ کی ذات میں — جس نے ہلا کے رکھ دیا انگریز کا نظام
ہم نے تو جدوجہد سے منزل کو پالیا — لیکن اُڑا کے لئے گئے سب کچھ نمک حرام